ڈاکٹر نورینہ تحریم٭

,ٔ جمے کا فن اور رشید اختر+ وی کے اردو ٔ اجم

Rasheed Akhtar Nadvi has written a number of historical novels. Along with this he has translated a number of works from English literature into Urdu language. In this paper his pattern translations from English to Urdu has been evaluated.

,ٔ اجم کی ٔ .M مترجم کو اظہار کے $ نئے اسالیب سے روشناس کراتی ہے۔ مختلف ڑ* ٔ نوں کے مزاج، تجز* ٔ ت، مشاہدات اور محسوسات کی اس فضا سے آشنائی، جو ہر ڑ* ٔ ن کے ساتھ مخصوص ہوتی ہے اور جس کو ٔ جمہ کر کے دوسری ڑ* ٔ ن میں من وعن منتقل تو نہیں کیا جا سکتا، ہاں 1 محسوس کیا جا سکتا ہے* اس کا ادراک کیا جا سکتا ہے۔ دراصل ہر ڑ* ٔ ن کے ساتھ فہم و فرا & علم و فن اور K نی محسوسات کی ا- الگ د* وابستہ ہوتی ہے۔ ا- نئی ڑ* ٔ ن سیکھنے کا مطلب یہ ہو* ہے کہ جیسے ہم ا- نئی د* کا دروازہ کھول کر+ ر داخل ہو گئے ہوں۔ اس نئی د* کے احوال و واقعات یقینی طور پر ہماری اپنی د* سے مختلف ہوتے ہیں یعنی ہماری اپنی ڑ* ٔ ن سے مختلف ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ٔ جمے کو اظہار کے $ نئے سلیقے کی ٔ .M قرار ڑ* ٔ جا* ہے۔

,ٔ جمے کی شرط اوّل کیا ہے؟ یہی کہ مترجم کم از کم دو ڑ* ٔ نوں پر کامل مہارت رr ہو۔ ا- وہ ڑ* ٔ ن جس میں ٔ جمہ کیا جا رہا ہو، اور دوسری وہ ڑ* ٔ ن جس سے ٔ جمہ کیا جا رہا ہو۔ یہ شرط اوّل ہے، اس کے ساتھ مترجم کے عزم اور ارادے کو بھی شامل کر لیں تو ٔ جمے کے امکا* ت روشن ہو جاتے ہیں۔ لیکن وہ جسے ٔ جمہ کہا جا* ہے، وہ دو ڑ* ٔ نوں میں کامل مہارت اور پھر ٔ جمہ کرنے کے عزم و ارادے کے بعد رو$ ہونے والا واقعہ ہو* ہے۔ مترجم کی مہارت اور خوبی کا 1/4 ڑ* ٔ عدم 1/4 ر بعد کا مسئلہ ہے۔ شمس الرحمان فاروقی لکھتے ہیں کہ:

> ”..... C ی دی* ٔ ت یہ ہے کہ مترجم دونوں ڑ* ٔ نوں (یعنی اصل ڑ* ٔ ن اور ٔ جمے والی ڑ* ٔ ن) کے آہنگ کو جتنی خوبی سے سن سکے گا، اتنا ہی عمدہ ٔ جمہ وہ کر سکے گا۔ خلاق مترجم کی صفت یہ ہے کہ جس ڑ* ٔ ن سے وہ ,ٔ جمہ کر رہا ہے اس کے ادب اور ادبی روا$ سے وہ پوری طرح واقف ہو* ہے۔ جس فن* پ رے کا ,ٔ جمہ کیا جا رہا ہے، صرف اسی فن* پ رے سے گہری واقفیت کافی نہیں۔ اتنی ہی اہم* ٔ ت یہ ہے کہ مترجم کو ,ٔ جمے والی ڑ* ٔ ن میں محسوس کرنے اور سوچنے پر قدرت ہونی چاہیے۔“ (1)

کسی دوسری ڑ* ٔ ن کے* ٔ طن کے تہذR اسرار و رموز سے واقفیت بڑے گہرے علم اور عمیق مشاہدے اور حد درجہ فرا & کا مطالبہ کرتی ہے۔ ا- ڑ* ٔ ن کے لفظ معنی و مفہوم کی کئی سطحیں ر p ہیں۔ کچھ سطحیں لغت کی مدد سے سمجھی جا سکتی ہیں، کچھ سطحوں کا تعلق اس ڑ* ٔ ن کی ثقافت کے ساتھ ہو* ہے۔ ڑ* ٔ ن کی سطح اوّل کے معنی کو اپنے+ از اور اپنی ڑ* ٔ ن میں منتقل کر* بھی، اگر چہ ٔ جمہ* ٔ جمانی ہی کہلائے گا۔ لیکن ٔ جمہ، مطلب یہ کہ اچھا ٔ جمہ کچھ بڑے مطالبات کر* ہے۔ شمس الرحمان فاروقی کہتے ہیں کہ:

''حقیقت یہ ہے کہ ۔ جمے کے ذریعے ۔ جمے والی ژ.ن کے نئے امکاٰ ت منکشف ہوتے ہیں ۔ ۔ جمہ دراصل مترجم کو دوطرفہ .B میں مبتلا کرٖ ہے ۔ یہ .B اس ژ.ن سے بھی ہوتی ہے جس سے ۔ جمہ کیا جارہا ہے اور اس ژ.ن سے بھی جس میں ۔ جمہ کیا جارہا ہے۔''(2)

اس ٭/ ٖ . .B کا اصل مطمحِ Ā ہے کیا؟ مطمحِ Ā اور مقصد صرف مافی الضمیر ۔۔ رسائی کی کوشش ہے۔ معانی کی سطح اوّل ۔۔ رسائی بھی اۓ کوشش ہے اور اس سے ژ.دہ گہری سطحوں ۔۔ رسائی کا دعویٰ، دونوں کوشش ہی کی ذیل میں آ N گے۔ اس عمل کا جواز ہے، خاص طور پہ اس لئے بھی ۔ جمے کے مکمل طور پہ ٭. مراد ہونے کا دعویٰ کوئی بھی نہیں کرٖ اور نہ کرسکتا ہے۔ پ وفیسر محمد حسن اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

'' ۔ جمہ ا/ اصل کا کام دینے لگے تو ۔ جمہ کیوں کہلائے ، لازمی طور پہ اصل سے کمتر ہوگا اور جو کمتر ہو وہ ,. ائیوں میں کیوں نہ گنا جائے ۔1ضرورت کہتی ہے کہ عالمگیر آگہی کا نور اور سرور اۓ ژ.ن کے دامن میں سمٹنے سے رہا ۔ .# ۔۔ اۓ ژ.ن کے بولنے والے دوسری ژ.ن کے علم وآگہی ، .ز ب اور شعور، فکر واحساس، تکنیک اور سائنس ۔۔ پہنچنا چاہیں گے ۔ ۔ جمہ کا سہارا لیں گے خواہ یہ سہارا کیسا ہیٖ کام او٭.قص کیوں نہ ہو ۔C دی طور پہ ۔ جمہ لسانی اور تہذR مفاہمہ ہے جو نہ اصل کی لذت کو پوری طرح ٭ پ سکتا ہے نہ اس سے مکمل طور پہ محرومی کو قبول کرٖ ہے۔''(3)

اۓ مترجم کے حقیقی مقاصد کیا ہو h ہیں؟ اوّل تو یہی کہ وہ اۓ ژ.ن کے علم، تجربے، مشاہدے اور احساس کو اپنی ژ.ن میں منتقل کرسکے۔ دوسرا یہ ہے کہ وہ ایسا کرنے کی کوشش کرے اور تیسرا یہ ہے کہ وہ دوسری ژ.ن کو پڑھتے ہوئے، فوری طور پہ جو کچھ سمجھ ٭ۓ ہو، اسے اپنی ژ.ن اور اپنے # از میں رقم کردے۔ یہ ۔ جمہ تو نہیں، لیکن ۔ جمانی کے قرR$ کی کوئی .ت ہوسکتی ہے۔ پ وفیسر محمد حسن نے نہا$ متعین طور پہ ۔ جمے کے تین واضح اور منفرد مقاصد کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

'C دی طور پہ کسی ۔ جمے کے تین مقاصد ممکن ہیں ۔، پہلا معلوماتی ، دوسرا تہذR ، تیسرا جمالیاتی ۔ الفاظ مختلف قسم کی اقدار کی ۔ سیل کرتے ہیں ۔ پھر ۔ سیل کی مختلف سطحیں ہیں ۔ & سے اوپ ی اور کسی قدر آسان سطح معلوماتی ہے ۔ مترجم کاC دی مقصد نئی ژ.ن کی وساطت سے معلومات کی ۔ سیل ہے ۔ یہاں ,۔ جمہ جتنا اصل سے قرR$ ہوگا معلومات کی ۔ سیل کا حق اتنا ہی بہتر طور پہ ادا ہوسکے گا...... دوسری سطح ہے تہذR جہاں اۓ تہذ$ کے تصورات دوسری تہذ$ کے پیکر میں ڈھالنے ہوتے ہیں ۔ اصل میں مترجم کا کام اۓ لفظ کی جگہ دوسرا لفظ رکھنا نہیں ہے ۔ اۓ تہذR معنو$ کو دوسری تہذR معنو$ میں ڈھالنا ہے ۔ تہذ$ اقدار کو جنم دیتی ہے اور اقدار سے Z سنورتی ہے اور انہی کے بل بوتے پہ پوری لسانی ٭. دی کارِ عمل متعین ہوٖ ہے ۔ ممکن ہے اۓ تہذ$ میں اۓ مخصوص لفظ تصورات کا آئینہ خانہ ہو لیکن وہی تصور .# دوسری ژ.ن کے لفظ میں ادا ہو تو دوسرے تہذR سیاق میں مہمل ٭ۓ بے معنی ہوجائے ۔ اس طرح ۔ جمہ تصورات کی تہذR ٭. دکاری ہے...... تیسری سطح جمالیاتی ہے اور غالباً & سے ژ.دہ دشوار ہے ۔ جمالیاتی اO ط خود نہا$ پیچیدہ عمل ہے ۔ دوسرے یہ عمل الفاظ کے سطحی معنوں

> کے بجائے ان کے متنوع متعلقات کے ذریعے ادا ہوتا ہے۔ الفاظ صرف معلومات یا محض تصورات پیش نہیں کرتے بلکہ ایک خاص فضا اور کیفیت چھوڑتے جاتے ہیں۔'' (4)

ترجمے کے مذکورہ بالا تینوں مقاصد کے حصول کے لئے علیحدہ کاوش، اصلاً اور زبانوں پر عبور کی مختلف صورتیں درکار ہوتی ہیں۔ معلوماتی مقصد، تہذیبی اور جمالیاتی مقاصد سے نسبتاً آسان اور قابل عمل معلوم ہوتا ہے۔ رشید اختر ندوی نے بہت زیادہ تراجم نہیں کئے جیسا کہ ذکر ہوا، ابتداء میں وہ صرف اخبارات کے لئے تراجم کرتے تھے۔ اسے ترجمے کا معلوماتی مقصد کہا جا سکتا ہے۔ اکیس بائیس سالہ نوجوان صحافی اس وقت بھی، اور آج بھی اپنے پیشہ ورانہ کام کا آغاز عموماً طور پر تراجم ہی سے کرتے ہیں۔ ڈاکٹر نسیم حجازی اپنے مضمون صحافت میں ترجمہ کے مسائل اور مشکلات میں لکھتے ہیں:

> ''ہمارا صحافتی نظام کچھ ایسا ہے کہ ترجمہ کا یہ مشکل ترین کام بالعموم نوآموز صحافیوں کو سونپا جاتا ہے۔ ان کی رہنمائی اور مدد کے لئے تجربہ کار صحافی بھی موجود ہوتے ہیں تاہم نوآموز صحافیوں کی قابلیت کا امتحان ''ترجمہ'' ہی تصور ہوتا ہے۔ یہ کام انتہائی ذمہ داری کا ہے اور اس سے وہی لوگ بطریق احسن عہدہ برا ہو سکتے ہیں جن کے علم بالخصوص واقفیت عامہ، زبان دانی اور تجربہ کا دائرہ زیادہ وسیع ہو۔ محض زبان دانی ترجمہ کے لئے کافی نہیں۔ کیونکہ خبروں اور دوسرے صحافتی مواد کا ترجمہ ہی نہیں کیا جاتا، بیشتر صورتوں میں ان حالات کے سیاق وسباق میں مکمل اضافہ بھی کرنا پڑتا ہے۔ اکثر خلاصہ نویسی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ دوسرے لکھنے والے کا پہلے لکھنے سے زیادہ عالم وفاضل، تجربہ کار اور ماہر ہونا ضروری ہے۔ ہمارے ہاں جیسا تیسا ترجمہ کر لینے کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے اور اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ اُردو میں کسی نہ کسی طور ادا ہو جائے۔'' (5)

ایک نوآموز صحافی کے طور پر کچھ قابلیتیں اور صلاحیتیں رشید اختر ندوی میں الگ سے تھیں۔ یعنی یہ کہ وہ بیک وقت پانچ زبانوں پر کامل عبور رکھتے تھے۔ ان زبانوں سے رشید اختر ندوی کی واقفیت واجبی نہیں تھی، بلکہ ان تینوں زبانوں کی ادبیات عالیہ پر بھی ان کی نظر تھی۔ ایسے میں جب انہوں نے اخبارات کے لئے لکھنا شروع کیا، تو قیاس چاہتا ہے کہ انہوں نے انگریزی اور بعض اوقات عربی سے کئے گئے تراجم کو اپنی علمیت اور قابلیت سے سیاق وسباق میں مناسب اضافہ کر کے پیش کیا ہوگا۔ لیکن اسی دور میں اس عمل ترجمہ کاری کے دوران رشید اختر ندوی کو اپنی قوتِ ابلاغ اور قوتِ اظہار کا اندازہ ہوا۔ انہیں اندازہ ہوا کہ وہ تصورات کو، خیالات کو اور محسوسات کو لفظوں کا جامہ بطریق احسن پہنا سکتے ہیں اور یہی احساس انہیں تخلیقی نثر نگاری کی طرف لے گیا اور انہوں نے ایک بڑا صحافی بننے کی بجائے ایک بڑا ناول نویس بننے کی راہ پر سفر شروع کیا۔

رشید اختر ندوی نے اپنے تخلیقی وتصنیفی سفر کا آغاز 1942ء سے کیا۔ ان کا پہلا رومانی ناول سازِ شکستہ 1941ء میں مکمل ہو چکا تھا۔ لیکن شائع پہلی بار 1942ء میں ہوا اور پھر رومانی ناول نگاری کا سلسلہ چلتا اور دراز ہوتا گیا۔ 1945ء سے ان کی تاریخ نگاری کا اوّلین نمونہ تاریخ اسلام حصہ اوّل شائع ہوا اور 1949ء تک کل چار جلدوں پر مشتمل یہ سلسلہ تاریخ اسلام مکمل ہوا۔ 1955ء تک وہ اسلامی تاریخ سے متعلق تین بڑے منصوبے شائع کر چکے تھے۔ مسلمان اندلس میں (1950ء)، تہذیب وتمدن اسلامی تین جلد 1951ء سے 1953ء تک اور مسلمان حکمران 1955ء۔ اس سلسلہ تاریخ نویسی میں اگر رشید اختر ندوی کی سوانح نگاری کو بھی

شامل کرلیا جائے تو 1965ء ¨- ان کی چار سوانح شائع ہو کر مقبولیت حاصل کر چکی تھیں۔ اور َ- زی$ 1952ء، صلاح الدین ایوبی 1953ء، عمر بن عبدالعزیز 1957ء، سیرت کی کتاب محمد رسول اللہ 1959ء اور یہی کتاب بہ عنوان محمد سرورِ دو عالم ا 1965ء میں شائع ہو چکی تھیں۔ اسی عرصے کے دوران رشید اختر+ وی کے آٹھ* ر [*· ول بھی منظر عام پر آئے۔ رومانی*· ولوں کی تعداد اس عرصے کے دوران سولہZ ہے۔ تو اس سے# ازہ قائم کیا جا سکتا ہے کہ اس دوران رشید اختر+ وی کی ذہنی مصروفیات کس قدر ژ*ِ دہ اور متنوع رہی ہوں گی۔ اسی دوران انہوں نے اخبارات کے لئے کام کر*· چھوڑ*ِ تھا اب¨ اجم سے ان کی نسبت صرف*¨ ریخ نویسی کے حوالے سے تھی۔ اور وہ بھی*¨ ریخ کے عربی اور انگریزی مصادر سے ا7· دکی خاطر۔ ورنہ وہ* قاعدہ سے علمی*ِ ادبی¨ اجم کے کام سے الگ ہی رہے۔ حالاè وہ علمی¨ اجم کی عمدہ صلا Ą ر p تھے، لیکن ان کی دv تصنیفی اور تحقیقی سرا میاں اس قدر ژ*ِ دہ تھیں کہ انہوں نے¨ اجم کو وہ توجہ نہیں دی*¨ ہم دو¨ اجم کتب*¨ ریخ سے انہوں نے پیش کئے۔ ا ِ- مغل فرماں روا محمد ظہیر الدین*.. کی *¨ لیف ,¨ ک*ِ .. ی' کا اور دوسرا¨ جمہ محمد ظہیر الدین*.. کی دختر گلبدن بیگم کی*¨ لیف ''ھمایوں*· مہ'' کا¨ جمہ۔ یہ دونوں¨ اجم* لتر¨M 1965ء اور 1966ء میں شائع ہوئے۔

,¨ ک*ِ .. ی:

یہ رشید اختر+ وی کی طرف سے کسی*¨ لیف کا پہلا مکمل¨ جمہ ہے۔ ,¨ ک*ِ .. ی' کا یہ¨ جمہ 2 اگست 1965ء کو سنگ میل X Å لاہور کے اہتمام سے پہلی* رشائع ہوا۔

',¨ ک*ِ .. ی' کا یہ¨ جمہ، جیسا کہ رشید اختر+ وی نے لکھا بھی ہے (6)، عبدالرحیم خا£*· ں کے فارسی¨ جمے بہ عنوان ''واقعات*ِ .. ی'' کے متن کی C دِ پر کیا H ہے۔ عبدالرحیم خا£*· ں نے ظہیر الدین*.. کی معروف تصنیف ''*ِ · مہ'' جو چغتائی¨ کی ژ*ِ ن کا ا ِ- شہکار تسلیم کی جاتی ہے، کا فارسی میں¨ جمہ مغل فرماں روا جلال الدین اکبر کی فرمائش پر کیا تھا (7)۔ گو*ِ ,¨ ک*ِ .. ی' اساسی طور پر ظہیر الدین*.. کی معروف¨ کی تصنیف *ِ · مہ کے فارسی¨ جمے بہ عنوان واقعات*ِ .. ی (مترجم عبدالرحیم خا£*· ں) کے متن سے وجود میں آئی۔ رشید اختر+ وی کو اس*¨ لیف کا متن د7 یب ہوا، وہ*· قص ال%0 تھا۔ یہ نسخہ رشید اختر+ وی کو پنجاب پبلک لائبریری سے 5 تھا اور اسے مرزا محمد شیرازی مالک چترا پر بھا پریس بمبئی نے شائع کیا تھا (8)۔ رشید اختر+ وی اپنے اس اساسی نسخے کے* رے میں لکھتے ہیں کہ:

> ''عجیب* ت ہے حالاè توزک*.. ی عظیم¨ ینÕدوں کے معیار پر ہمیشہ پوری اُ¨ ی ہے۔ اس کے *وجود اس کی اشا (پر وہ توجہ نہیں ہوئی جس کی وہ مستحق تھی۔ وہ قری$ قری$ ان دنوں ¨*· پید ہے۔ ہمیں اس کا ا ِ- فارسی نسخہ جو*· مکمل ہے پنجاب پبلک لائبریری سے میّسر*ِ ہے۔ جو مرزا محمد شیرازی مالک چترا پر بھا پریس بمبئی نے طبع کیا تھا۔ پبلشر نے اس کی اشا (پر اپنی طرف سے جو نوٹ لکھا ہے، اس میں وضا # کی ہے کہ اسے *ِ · درکتاب کتب خانہ عالی جاہ راجہ ہواڈ* پر ِ سانول داس راجہ اودے پور سے ملی۔ اور اس نے اُسے Ü کر کے زیور طبع سے آراستہ کیا ہے۔ فارسی کی اصل کتاب دو سو چھیالیس صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کے کئی صفحے کرم کردہ خوردہ ہیں۔'' (9)

رشید اختر+ وی نے یہ وضا # کہیں بھی نہیں کی کہ اس کتاب کے کرم خوردہ صفحات کا انہوں نے کیا حل نکالا۔ قیاس چاہتا ہے کہ

انہوں نے د7 یب نسخے کے د7 یب اور قابل مطالعہ صفحات کی C دیں اپنا یہ جمہ پیش کر دیا اور یہ جمے کے اساسی متن کے مکمل اور استوار نہ ہونے کو ای رکاوٹ خیال نہیں کیا۔ رشید اختر+ وی کے اُردو جمے کے لکل 0% ی صفحے پر جمے کی عبارت سے متصل رشید اختر+ وی نے قوسین میں ای شذرہ رقم کیا ہے۔ یہ شذرہ اس قص الی% متن کی نوعیت پر کچھ روشنی ڈالتا ہے۔ اس شذرے میں لکھا ہے:

''اس مرحلہ پر پہنچ کر کتاب ۔* مہ ای دم ختم ہوجاتی ہے۔ ہم یہ کہنے سے 0% ہیں کہ ۔* دشاہ نے اپنا ۔* مہ اس مرحلہ پر ختم کیا تھا کچھ اور واقعات بھی تحریر کئے تھے۔ مترجم''(10)

رشید اختر+ وی کے اسی شذرے میں یہ واضح ہوجا ہے کہ مترجم کو اساسی نسخے کے مکمل ہونے پر کامل یقین نہیں تھا۔ اس سے پہلے وہ جمے کے پیش لفظ میں بتا چکے ہیں کہ فارسی کی اصل کتاب کے کئی صفحات کرم خوردہ ہیں۔ اس نوٹ میں وہ اسی مفہوم کو کچھ د V # از سے بیان کرتے ہیں کہ ''یہاں پہنچ کر کتاب ۔* مہ ای دم ختم ہوجاتی ہے''۔ ان دونوں بیا ت سے یہی معلوم ہو ہے کہ جس فارسی نسخے کو رشید اختر+ وی نے اپنے اُردو جمے کا اساسی متن بنا تھا، وہ ای ۔* مکمل نسخہ تھا۔ اس سے یہ بھی ۔ $ ہو ہے کہ رشید اختر+ وی کا یہ جمہ ظہیر الدین ۔ کے ۔* مہ عبدالرحیم خانِ خا ں کے فارسی جمے واقعات ۔ ی کا مکمل جمہ نہیں ہے۔

ظہیر الدین ۔ کے ۔* مہ کی اہمیت اور معنو $ کے رے میں رشید اختر+ وی اپنے جمے کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں کہ:

''ظہیر الدین ۔ کی یہ خصوصیت بھی اُسے د* کے تمام عظیم دشاہوں میں امتیاز بخشتی ہے کہ وہ اُونچے درجہ کا * ۔ ار ہونے کے وجود ای بہت او™ مصنف اور کہنہ مشق شاعر تھا۔ اس کی تو زک جو بعض علماء کے خیال میں تمام سابقہ دشاہوں کی خودنو & سوانح حیات میں اپنی مثال آپ ہے۔ سادگی تحریر کے اعتبار سے ای u نہ روزگار تصنیف ہے اور یہی وہ تصنیف ہے جس کی بنا ۔* ای عظیم مصنف قرار H ہے۔

* ۔ نے یہ تصنیف کی ز ن میں ۔ لیف کی تھی جسے اس کے پوتے اکبر دشاہ کے ای رفیق عبدالرحیم خا ن نے جو بیرم خاں کا C تھا کی سے فارسی میں منتقل کیا۔ اور د* کو پہلی رمعلوم ہوا کہ عظیم ۔ ا ۔ اقلیم سخن کا بھی شہنشاہ تھا۔ گو ۔ نے اپنی اس تو زک میں اپنے دور کے مصنفین کی طرح خوبصورت الفاظ اور پر شکوہ کلمات کے محلّات استوار نہیں کئے۔ رنگا رَ- کے لفظی بیل بوٹوں سے اپنی کشتِ تصنیف کو نہیں سجا ۔ لیکن جس سادہ اور آسان اسلوب میں اپنے مافی الضمیر کو ظاہر کیا ہے اس نے اُسے اپنے وقت کے تمام مصنفین پر سبقت بخش دی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ظہیر الدین ۔ نے تو زک تصنیف کر کے اپنے عہد کے مؤلفین کے لئے اظہارِ خیال کی ای نئی راہ کھولی تھی اور یہی وہ راہ ہے جسے انیسویں صدی کے یور à مصنفین نے اپنا کر حیات جاوداں حاصل کی ہے۔''(11)

ت ک ۔ ی کے اسلوب و# از میں جس چیز کا ذکر رشید اختر+ وی نہیں کر پائے وہ اس کی سچائی اور اوِ را & پن ہے ۔ لفظوں کے بیل بوٹے بنا کر حقیقت کی تصویر کو چھپانے کی بجائے کی ز ن کی سادگی اور مطا) ادا کرنے کی قوت کا فا# ہ اُٹھا کر ہر * ت کو چھپانے، مستور ر p ، ابہام پیدا کرنے کی بجائے سیدھے سیدھے # از میں بیان کر دینے کو پسند کرتے ہیں اور یہی ۔* مہ کی & سے ۔ڈی خوبی ہے۔ ہاں 1 عبدالرحیم خان خا ں کے جمے واقعاتِ ۔ ی میں فارسی ز ن کے بیان کے ساتھ فارسی ز ن کا مزاج اور تہذ R رَ- بھی سامنے آ ہوگا ۔ ہم رشید اختر+ وی کے لئے یہ ۔ ت اس لئے بہت ز دہ اہمیت نہیں ر b تھی کہ ان کا جمہ ی سطحی تھا۔ جیسا کہ وہ خود اپنے پیش لفظ میں لکھتے ہیں کہ:

''ہم یہ دعویٰ تو نہیں کر h کہ ہم نے اس کتاب کے جمہ کے وقت وہی عرق ریزی کی ہے جو اس کے

اصل مترجم عبدالرحیم خاں نے کی: ہم ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ لفظی ترجمہ میں اُلجھے بغیر اس کے مافی الضمیر کو اُردو میں منتقل کردیں۔ ہمارے پاس بہت تھوڑا وقت تھا اور بہت ممکن ہے کہ اس کمیٔ وقت کے باعث ہم سے بہت سی غلطیاں سرزد ہوئی ہوں۔'' (12)

تو صاف اندازہ ہو جاتا ہے کہ رشید اختر ندوی نے ترجمہ کرتے وقت:

الف: مکمل متن کے حصول کی سعی نہیں کی بلکہ جو ناقص الاوّل مطبوعہ کرم خوردہ متن ہاتھ آیا اسی کو اپنا اساسی نسخہ بنالیا۔

ب: یہ ترجمہ اصل تصنیف بابر نامہ جو ترکی زبان میں ہے کا ترجمہ نہیں بلکہ جیسا کہ مترجم دعویٰ کرتے ہیں، اس خود نوشت کے فارسی ترجمے کا ہے۔

ج: مترجم نے نہ تو لفظی ترجمہ کیا ہے اور نہ ہی تہذیبی اور جمالیاتی ترجمے کی زحمت گوارا کی ہے۔ انہوں نے دراصل 'مافی الضمیر کو اُردو میں منتقل' کردیا ہے۔ اس عمل کو ترجمانی کہا جاسکتا ہے۔

اس ترجمے کی سب سے بڑی خامی یہ قیاس کی جاسکتی ہے کہ اسے بغور پڑھنے کے بعد اصل ترجمے کی متن سے اُردو ترجمہ کرنے کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اُردو اور ترکی زبان اور دونوں زبانوں کا طرز احساس اور مزاج کافی ملتا جلتا ہے۔ اگر درمیان میں سے فارسی زبان کو ہٹا کر براہ راست ترکی متن سے اُردو ترجمہ کیا جائے تو زیادہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔ ترجمے میں غیر محتاط ترجمانی کی وجہ سے بعض مقامات پر زبان و بیان کی لکنت آتی ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ رشید اختر ندوی ذہنی طور پر اس ترجمے کے لئے تیار نہ تھے۔ انہیں نہایت کم وقت میں اپنے ناشر کی فرمائش یا ضرورت کے پیش نظر یہ ترجمہ کرنا پڑا۔ اُردو زبان میں بابر نامہ کا یہی ایک ترجمہ متداول ہے، حیرت ہے۔ کسی اور مترجم نے اس طرف توجہ کیوں نہ دی۔

ھمایوں نامہ تصنیف گلبدن بیگم بنتِ بابر بادشاہ:

گلبدن بیگم بنتِ بابر بادشاہ کی خود نوشت ھمایوں نامہ کا اُردو ترجمہ رشید اختر ندوی کی تراجم کے حوالے سے دوسری اور آخری کاوش ہے۔ انہوں نے اپنی تصنیفی و تحقیقی سفر میں باقاعدہ مترجم بننے کی کبھی بھی کوشش نہیں کی۔ وہ ایک زود نویس ناول نگار اور ایک رنگار محقق و مورّخ ضرور رہے، لیکن کتب کے تراجم کبھی بھی ان کی ترجیح نہ رہی۔ انہوں نے بابر نامہ کے بعد، اور تقریباً ایک سال بعد 1966ء میں یہ ترجمہ، بصورت ترجمانی مکمل کیا اور سنگ میل پبلیکیشنز کے زیر اہتمام شائع ہوا۔

اس خود نوشت کی واحد اہمیت یہ ہے کہ اسے خانوادۂ شاہی کی ایک معزز خاتون نے، اپنے بھتیجے شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کی درخواست پر قلم بند کیا۔ اکبر نے گلبدن بیگم سے اس خود نوشت کی گذارش اس لئے کی تھی کہ اس طرح اکبر کے معتمد ابوالفضل کو اپنی زیر تصنیف تاریخ کے لئے مستند مواد مل سکے۔ گلبدن بیگم نے اپنی اس خود نوشت میں اپنے والد بابر اور اپنے بھائی ھمایوں کی گھریلو زندگی کی تفصیلات بطریق احسن پیش کی ہیں۔ انہوں نے خصوصیت کے ساتھ ھمایوں بادشاہ کے زمانے کی درباری زندگی کا احوال بڑے موثر اور دلکش انداز میں رقم کیا ہے۔ یہ سارا مواد تاریخ مغلیہ کی تاریخ کے لئے بنیادی ماخذ و مصادر میں شمار ہوتا ہے۔ اور یقینی طور پر ابوالفضل نے اپنی تاریخ میں اس تصنیف کے مشمولات سے استفادہ کیا ہوگا۔ لیکن ابوالفضل نے اس استفادے کا باقاعدہ اعتراف نہیں کیا۔

گلبدن بیگم کا ھمایوں نامہ ایک مختصر خود نوشت ہے اور اس خود نوشت کی دریافت، ترجمہ اور طباعت میں جو نام نہایت نمایاں اور بنیادی حیثیت سے لیا جاتا ہے وہ مسز اینیٹ بیورج (Mrs. A. Beveridge) کا ہے جنہوں نے اس کتاب کے مسوّدے کو

دڑ*یفت کر کے رائل ایشیا ٹ- سوسائٹی کے زیرِ اہتمام 1902ء میں لندن سے شائع کیا۔اس" جمے کے اساسی نسخے کے* .رے میں رشید اختر+ وی ہمایوں* مہ کے حرفِ آغاز میں لکھتے ہیں:

''طلبا ئے* ریخ،مسز انیٹے اوران کے شوہر مسٹر بیوریج کے بہت ممنون ہیں،جنہوں نے اس کتاب کے فارسی متن کو پہلی* .رشائع کیا۔مسز انیٹے کی رو سے، یورپ میں پہلے پہل اس کتاب کی موجودگی کا علم اس وقت عام ہوا، .# کہ ڈاکٹر ریو نے .ٹش میوزیم کی کٹیلاگ میں اس پ ا- نوٹ لکھا۔اس وقت- ، یورپ کے .ڑے .ڑے علمائے* ریخ اس حقیقت سے بے خبر تھے کہ گلبدن بیگم نے اکبر کے حکم سے ھمایوں* مہ کے* م کی کوئی کتاب قلمبند کی تھی۔مسز انیٹے کے* د- اس کی وجہ یہ تھی کہ* معلوم وجوہ کی بنا پ اس کی صرف ا- کاپی ہی میسّر آئی* .قی کوئی نسخہ کسی اور جگہ سے .آمد نہیں ہوا۔

'غدر' میں شر- ا- انگر-زکرنل جارج ولیم ہملٹن نے یہ مسوّدہ بعض دوسرے قیمتی مسودات کے ساتھ دہلی میں مالِ غنیمت کے طور پ**- اور پھر ان کی بیوہ نے اسے ۳۵۱ دوسرے قیمتی مسودات کے ہمراہ .ٹش میوزیم کے* پس فرو# کر*-۔ڈاکٹر ریو کا خیال ہے کہ یہ نسخہ سترھویں صدی عیسوی میں اصل مسوّدہ سےÜ کیاH تھا1 اصل مسوّدہ تو دn دِزمانہ کی+ رہوا،البتہ اس کیÜ* .قی رہ گئی۔ مسز انیٹے نے یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ گلبدن بیگم نے .# ہمایوں* مہ تصنیف کیا تھا تو اس کی کئی کاپیاں کروائی تھیں۔یہ & کاپیاں : اجانے کہاں غا$ ہوN کہ کسی جگہ سے بھی .آمد نہ ہوN ۔بہر حال طلبائے* ریخ مسز انیٹے کے بہت شکر/ ار ہیں کہ انھوں نے اس ا- نسخہ کو اس کے انگر-زی" جمہ کے ساتھ چھاپ کر عام کر*-ہے۔

.ٹش میوزیم میں فارسی کا جو متن موجود ہے اس پ Ü نویس کا کوئی نوٹ موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو سکتا کہ Ü نویس نے یہ ! اور کس وقت Ü کیا ہے۔''(13)

مسز انیٹے بیوریج نے" وین کرتے وقت اپنے کئی تبصرے کتاب میں شامل کئے ہیں۔مثلاً یہ تبصرہ کہ:

''ہمایوں* مہ کوئی ادبی کا* مہ نہیں ہے لیکن اس کی خوبی یہ ہے کہ مصنفہ نے جو سنا* یا دیکھا .ڑی سادگی سے قلم بند کیا ہے* کہ اکبر* مہ کا مصنف اس سے فا+ ہ اُٹھا سکے۔ہمایوں* مہ ہی اس کی تنہا تصنیف نہیں ہے،اس کے علاوہ وہ زمانے کے دستور کے مطابق نظمیں بھی لکھتی تھی۔''(14)

ا- معاصر* ریخ اور خا+ ان مغلیہ کے وقائع کی+ رونی شہادت کے طور پ اس کتاب کی اہمیت مسلّم ہے،صرف اس کے متن کے* قص ہونے کے* .(اسے وہ مقام حاصل نہ ہو سکا جو ہو سکتا تھا۔پھر شاہی خا+ ان کے نوادر،علمی وادبی*+ ر،انگر-زوں نے جس طرح ضائع کئے،لوٹ لیے اور بعد کو .ٹش میوزیم میں فرو# کئے یہ بھی عبرت کا ا- مقام ہے* ہم مفتوح اقوام کے*+ رکو منظر عام پ لا* بجائے خود اہمیت وافاد$ کے کئی سامان اپنے+ رر" ہے۔اس* لیف کو خا+ انِ شاہی کی خاتون نے قلمبند کیا تھا۔لہٰذا مغل حرم کے+ رکی فضا کا ا- عمدہ مرقع ہونے کے* .(بھی یہ کتاب اہم خیال کی جاتی ہے۔رشید اختر+ وی کا یہ" جمہ تحقیقی" جمہ نہیں ہے۔ مترجم نے د7* ب متن کا مفہوم اپنے الفاظ میں رقم کر*-ہے۔کتاب میں مسز اے بیوریج کا حوالہ اور ذکر اس قدر ز*-دہ ہے کہ* .رگمان /* ہے کہ شا+ یہ* لیف گلبدن بیگم کی بجائے مسز اے بیوریج کی تو نہیں۔دراصل یہ مترجم کا کمال ہے کہ اپنے اساسی نسخے کو مر$ کرنے والی خاتون کے بی*ت اور تبصروں کو" جمے سے الگ کرنے کی بجائے" جمے کا حصہ بنا کر پیش کر رہے ہیں۔

ان دوکتب کے ٓ اجم کے علاوہ رشید اختر+ وی نے اپنی کتب تواریخ میں درج عربی مصادر کے ٓ اجم کثرت سے کئے ہیں۔ان کا طر i یہ ہے کہ وہ حوالے کے لئے اپنے عربی آ: کا مکمل حوالہ بصورت اقتباس درج کرتے ہیں اور اس# راج کے ساتھ ہی اس اقتباس کا رواں اُردو ٓ. ن میں ٓ جمہ کردیتے ہیں۔یہ جملہ ٓ اجم ا۔ محقق کو اپنی ایسی تحقیق میں کرنے ہی پڑتے ہیں جن کے آ: و مصادر ا۔ سے ٓ. دہ ٓ. نوں میں ہوں۔رشید اختر+ وی کا ٓ اجم کا کام بس اس قدر ہے۔ ٓ. ی اور گلبدن بیگم کی ہمایوں ٓ. مہ کا چو è اُردو ٓ. ن میں کوئی دوسرا ٓ جمہ د7 ٓ. ب نہیں ہے، لہٰذا ان کتب کے اُردو قاری ان کتب کی وساطت سے رشید اختر+ وی کو ا۔ مترجم کے طور پر شنا# کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1- شمس الرحمان فاروقی، مضمون د ٓ. فت او ٓ. ٓ. فت، مشمولہ کتاب فن ٓ جمہ کاری (مبا #) مرتبہ ڈاکٹر صوبیہ سلیم، محمد صفدر رشید (اسلام ٓ. د: ادارہ فروغ قومی ٓ. ن، طبع اوّل، 2012ء) ص35

2- شمس الرحمان فاروقی، مضمون د ٓ. فت او ٓ. ٓ. فت، مشمولہ کتاب فن ٓ جمہ کاری (مبا #) مرتبہ ڈاکٹر صوبیہ سلیم، محمد صفدر رشید (اسلام ٓ. د: ادارہ فروغ قومی ٓ. ن، طبع اوّل، 2012ء) ص33

3- محمد حسن، پروفیسر، مضمون: ٓ جمہ نوعیت اور مقصد، مشمولہ فن ٓ جمہ کاری (مبا #) مرتبہ صوبیہ سلیم، ڈاکٹر، محمد صفدر رشید (اسلام ٓ. د: ادارہ فروغ قومی ٓ. ن، طبع اوّل، 2012ء) ص165

4- محمد حسن، پروفیسر، مضمون: ٓ جمہ نوعیت اور مقصد، مشمولہ فن ٓ جمہ کاری (مبا #) مرتبہ صوبیہ سلیم، ڈاکٹر، محمد صفدر رشید (اسلام ٓ. د: ادارہ فروغ قومی ٓ. ن، طبع اوّل، 2012ء) ص166، 167

5- مسکین حجازی، ڈاکٹر، مضمون: صحافت میں ٓ جمہ کے مسائل اور مشکلات، مشمولہ: فن اور ٓ جمہ کاری (مبا #) مرتبہ صوبیہ سلیم، ڈاکٹر، محمد صفدر رشید (اسلام ٓ. د: ادارہ فروغ قومی ٓ. ن، طبع اوّل، 2012ء) ص288

6- ٓ. ی، اُردو مترجم رشید اختر+ وی (لاہور: سنگ میل X Å ٓ. راشا (+ ارد، 1987ء) ص7

7- ادارہ دا ہ معارف اسلامیہ، جلد۳ (لاہور: دانش گاہ پنجاب ٓ. رسوم 2012ء) ص819

8- ٓ. ی، اُردو مترجم رشید اختر+ وی (لاہور: سنگ میل X Å ٓ. راشا (+ ارد، 1987ء) ص8

9- ٓ. ی، اُردو مترجم رشید اختر+ وی (لاہور: سنگ میل X Å ٓ. راشا (+ ارد، 1987ء) ص7، 8

10- ٓ. ی، اُردو مترجم رشید اختر+ وی (لاہور: سنگ میل X Å ٓ. راشا (+ ارد، 1987ء) ص287

11- ٓ. ی، اُردو مترجم رشید اختر+ وی (لاہور: سنگ میل X Å ٓ. راشا (+ ارد، 1987ء) ص6، 7

12- ٓ. ی، اُردو مترجم رشید اختر+ وی (لاہور: سنگ میل X Å ٓ. راشا (+ ارد، 1987ء) ص8

13- ہمایوں ٓ. مہ، گلبدن بیگم، اُردو مترجم رشید اختر+ وی (لاہور: سنگ میل X Å ، اشا (اوّل، 1966ء) ص5، 6

14- ہمایوں ٓ. مہ، گلبدن بیگم، اُردو مترجم رشید اختر+ وی (لاہور: سنگ میل X Å ، اشا (اوّل، 1966ء) ص266